رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

جلد ۷ | ۱۲۔ اگست ۱۹۱۹ء سنہ | مطابق ۱۴۔ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۱۳

فہرست مضامین

الموعظۃ الحسنۃ

خدا تعالےٰ کو پانے کا طریق

"اگر خدا تعالےٰ کی کچھ بھی عظمت ہو۔ اور مرنے کا خیال اور یقین ہو۔ تو ساری سُستی اور غفلت جاتی رہے اسلئے خدا تعالےٰ کی عظمت کو دل میں رکھنا چاہیئے۔ اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔ اس کی گرفت خطرناک ہوتی ہے۔ وہ چشم پوشی کرتا ہے۔ اور درگذر فرماتا ہے۔ لیکن جب کسی کو پکڑتا ہے تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے۔ یہاں تک کہ لا یخاف عقبٰھا۔ پھر وہ اس امر کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اس کے پچھلوں کا کیا حال ہوگا برخلاف اس کے جو لوگ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے اور اس کی عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کو عزت دیتا۔ اور خود ان کے لئے ایک سپر ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ یعنے جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جاوے۔ اللہ تعالےٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اس طرف توجہ بھی کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف آنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے اکثر یہی چاہتے ہیں کہ ہتھیلی پر سرسوں جما دی جاوے۔ وہ نہیں جانتے کہ دین کے کاموں میں کسقدر صبر اور حوصلہ کی حاجت ہے

مدینۃ المسیح

۸۔ اگست ۱۹۱۹ء کو خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پڑھا اور خاص طور پر ایک دوسرے پر احسان کرنے کی تلقین فرمائی۔

ہفتہ مختتمہ ۷۔ اگست میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے شیخ رحیم بخش صاحب امرتسر سے۔ قاسم علیخان صاحب رامپور سے۔ مرزا فضل حسین صاحب سہارنپور سے۔ محمد اشرف صاحب گوجرانوالہ سے۔ سردار فیض اللہ خان صاحب ڈیرہ غازیخان سے۔ مولوی غلام رسول صاحب بدوملہی سے۔ نعمت اللہ خانصاحب گوہر پوپنچھ سے۔ غلام نبی صاحب ہوشیارپور سے۔ محمد افضل صاحب ٹانک سے۔ محمد امین بشیر احمد صاحبان لاہور سے۔ فقیر محمد صاحب لودھیانہ سے۔

اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ دنیا جس کے لئے وہ رات دن مرتے اور ٹکریں مارتے ہیں اس کے کاموں کے لئے تو برسوں انتظار کرتے ہیں۔ کسان بیج بو کر کتنے کتنے عرصہ تک منتظر رہتا ہے۔ لیکن دین کے کاموں میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پھونک مار کر ولی بنا دو اور پہلے ہی دن چاہتے ہیں کہ عرش پر پہونچ جاویں حالانکہ نہ اس راہ میں کوئی محنت اور مشقت اٹھائی۔ اور نہ کسی ابتلاء کے نیچے آیا۔ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کا یہ قانون اور آئین نہیں ہے۔ یہاں ہر ترقی تدریجی ہوتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ نری اتنی باتوں سے خوش نہیں ہوسکتا کہ ہم کہدیں ہم مسلمان ہیں یا مومن ہیں۔ چنانچہ اسنے فرمایا ہے:۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ یعنے کیا یہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اتنے ہی کہنے پر راضی ہو جاوے۔ اور یہ لوگ چھوڑ دئے جاویں کہ وہ کہدیں ہم ایمان لائے۔ اور ان کی آزمائش نہ ہو۔ یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے کہ پھونک مار کر ولی بنا دیا جاوے۔ اگر یہی سنت ہوتی۔ تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور اپنے جان نثار صحابہ کو پھونک مار کر ہی ولی بنا دیتے۔ ان کو امتحان میں ڈلوا کر ان کے سر نہ کٹواتے۔ اور خدا تعالیٰ ان کی نسبت یہ نہ فرماتا:۔

منھم من قضیٰ نحبہٗ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ پس جب دنیا بغیر مشکلات اور محنت کے ہاتھ نہیں آتی۔ تو عجیب بیوقوف ہے وہ انسان جو دین کو حلوائے بے دود سمجھتا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ دین سہل ہے۔ مگر ہر نعمت مشقت کو چاہتی ہے۔ بایں اسلام نے تو ایسی مشقت بھی نہیں رکھی ہندوؤں میں دیکھو کہ ان کے جوگیوں اور سنیاسیوں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ کہیں ان کی کمریں ماری جاتی ہیں کوئی ناخن بڑھاتا ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں رہبانیت تھی۔ اسلام نے ان باتوں کو نہیں رکھا۔ بلکہ اس نے یہ تعلیم دی۔

قد افلح من زکّٰھا

یعنے نجات پا گیا۔ وہ شخص جس نے تزکیہ نفس کیا یعنی جس نے ہر ایک قسم کی بدعت۔ فسق و فجور۔ نفسانی جذبات سے خدا تعالےٰ کے لئے الگ کر لیا۔ اور ہر قسم کے نفسانی لذات کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں تکالیف کو مقدم کر لیا ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کو مقدم کرتا ہے۔ اور دنیا اور اسکے تکلفات کو چھوڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا:۔

قد خاب من دسّٰھا

مٹی کے برابر ہو گیا۔ وہ شخص جسنے نفس کو آلودہ کر لیا یعنی جو زمین کی طرف جھک گیا۔ گویا یہ ایک ہی فقرہ قرآن کریم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کس طرح خدا تعالےٰ تک پہونچتا ہے۔ یہ بالکل سچی اور پکی بات ہے کہ جبتک انسان قویٰ بشریہ کے بُرے طریق کو نہیں چھوڑتا اسوقت تک خدا نہیں ملتا۔ دنیا کی گندگیوں سے نکلنا چاہتے ہو۔ اور خدا تعالےٰ کو ملنا چاہتے ہو تو ان لذات کو ترک کرو۔ ورنہ ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنون

الحکم ۱۷ جون ۱۹۱۹ء } حضرت مسیح موعود

سلسلہ خط و کتابت

دفتر تالیف و اشاعت کے سپرد اور نہایت اہم کاموں کے علاوہ ایک کام ایسے سوالات کے جواب دینا بھی ہے۔ جو مخالفین کی طرف سے پیش ہوں۔ ذیل میں اسی سلسلہ خط وکتابت میں سے ایک سوال کا جواب درج کیا جاتا ہے جو جناب حافظ روشن علی صاحب کا لکھوایا ہوا ہے۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ ایسے جوابات شائع ہوتے رہینگے جو عام طور پر مفید سمجھے جائینگے۔ (ایڈیٹر)

سوال مرزا صاحب کے دعویٰ کرنے کے بعد قحط۔ وبائیں دنیا پر آئیں۔ جن سے نہ احمدی نہ غیر احمدی بچ سکے۔ لہٰذا یہ مرزا صاحب کی نحوست ہے۔

جواب یہ سوال قرآن کریم کی ناواقفی اور تدبر کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے ساتھ قحطوں اور بیماریوں کو لازم قرار دیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ "آیت اوّل۔ ولقد ارسلنا الیٰ امم من قبلک فاخذناھم بالبأساء والضرّاء لعلھم یتضرّعون۔ (سورہ انعام ع ۵ پ ۷) ترجمہ ضرور ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے کئی اُمتوں کی طرف یعنی رسول اپنے پس پکڑا ہم نے ان اُمتوں کو قحطوں اور بیماریوں کے ساتھ۔ تا وہ عاجزی کریں۔ آیت دوسری۔ وما ارسلنا فی قریۃٍ من نبیٍ الّا اخذنا اھلھا بالبأساء والضرّاء لعلھم یضّرّعون (پ ۹ ع ۲) ترجمہ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی۔ مگر پکڑا ہم نے وہاں کے رہنے والوں کو قحط اور بیماری کے ساتھ تاکہ وہ عاجزی کریں۔ یہ آیتیں اپنے مُدعا کے اظہار میں دوسرے کے بیان کی محتاج نہیں۔

قرآن کریم میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت یوسف کے وقت میں سات سال کا شدید قحط پڑا۔ اور احادیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تھے تو وہاں بھی سات سال ایسا شدید قحط پڑا کہ لوگ مردار اور ہڈیاں اور درختوں کی چھال اور چمڑے کھانے تک مضطر ہوئے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایسا ہوا ہے تو یہ آپکی سچائی کی بین دلیل ہے نہ آپکی نحوست کی۔ اب ان لوگوں کا حال سنئے جنہوں نے نبیوں کے وقت میں یہ حالات دیکھ کر انہیں منحوس قرار دیا پہلی قوم ثمود ہے جنہوں نے ایسا کیا۔ آیت۔ قالوا اطیّرنا بک وبمن معک قال طٰئرکم عند اللہ بل انتم قوم تفتنون۔ ترجمہ انہوں نے کہا کہ اے صالح تیرے اور تیرے ساتھیوں کے باعث ہمیں نحوست پہونچی ہے کہا خدا کے نزدیک یہ تمہاری نحوست ہے۔ بلکہ تمہیں آزمایا جا رہا ہے۔ دوسرے نحوست کہنے والے فرعون اور اسکی قوم ہے۔ آیت۔ وان تصبھم سیّئۃ یطّیّروا بموسیٰ ومن معہ (پ ۹ ع ۶) جب ان کو تکلیف یعنی قحط بیماریاں پہنچیں تو وہ نحوست قرار دیتے موسیٰ اور اسکے ساتھیوں کی۔ تیسرے نحوست بتانیوالے وہ بستی والے ہیں جنہوں نے تین رسولوں کی تکذیب کی۔ جن کا ذکر سورہ یٰس کے دوسرے رکوع میں ہے۔ آیت قالوا انا تطیّرنا بکم ترجمہ۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں نحوست پہنچی ہے تمہارے سبب سے۔ پیش کردہ آیات اپنے مدعا پر کافی روشنی ڈال رہی ہیں کسی مزید حاشیے کی ضرورت نہیں۔ اب سائل کو شرم سے ڈوب جانا چاہئیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۲ - اگست ۱۹۱۹ء سنہ ۶

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں ملاقات

اور آپ کی زندگی کا اثبات

(جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل کے قلم سے)

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۳۸۲ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے اس عالیجناب میں یہی عرض کیا ہے ؎

یاد کن وقتیکہ در کشفم نمودی بہ بیداری مرا
آں جمالے آں رُخے آں صورتے رشک بہار

اس شعر کے لکھے کر تھوڑا عرصہ ہوا - ایک کوتاہ نظر نگار نے اخبار اہل حدیث امرتسر میں یہ اعتراض شائع کیا تھا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ یا بہشت سے نکلکر قادیان میں تشریف لاتے تھے - اور مرزا صاحب سے بحالت بیداری ملاقات فرماتے تھے - تو کیوں مرزا صاحب مقبرہ بہشتی سے اُٹھ کر اپنی جماعت کے دونوں فریقوں کے اختلافات کا فیصلہ نہیں فرماجاتے جب یہ اعتراض شائع ہوا - میرا ارادہ اسی وقت اس کا جواب لکھنے کا تھا - مگر بعض وجوہ سے اس ارادہ کو پورا نہ کرسکا - آج اس کی تکمیل چاہتا ہوں - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم -

چونکہ معترض کے اعتراض کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود کے شعر کا صحیح مطلب نہیں سمجھا - اور اس قسم کے موقعوں پر جو مراد لفظ بیداری سے لی جاتی ہے - اس کو اس نے نظر انداز کردیا ہے - اس لئے پہلے میں یہ دکھاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں ایسے مواقع میں لفظ بیداری کی کیا تشریح فرمائی ہے معترض اگر بیداری کے وہ معنے لیتا - جو مسیح موعودؑ نے بیان فرمائے ہیں تو اعتراض کا کوئی موقع نہ تھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۴۷-۴۸ میں فرماتے ہیں :-

"یہ عاجز صاحب تجربہ ہے - بار ہا عالم بیداری میں بعض مقدس لوگ نظر آئے ہیں - اور بعض مراتب کشف کے ایسے ہیں کہ میں کسی طور سے سمجھ نہیں سکتا کہ ان میں کوئی حصہ غنودگی یا خواب یا غفلت کا ہے - بلکہ پورے طور پر بیداری ہوتی ہے - اور بیداری میں گذشتہ لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے - اور باتیں بھی ہوتی ہیں - یہی حال حواریوں کی رویت کا ہے - جو انہیں کشفی طور پر مسیح ابن مریم مرنے کے بعد جبکہ وہ جلیل میں جاکر کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا - چالیس دن برابر نظر آتا رہا ...... غرض اعلےٰ درجہ کا کشف بعینہ عالم بیداری ہوتا ہے - اور اگر کسی کو اس کو چہ میں کچھ دخل ہو - تو ہم بڑی آسانی سے اس کو تسلیم کرا سکتے ہیں - مگر محض بیگانوں اور بے خبروں کے مقابل پر کیا کیا جاوے "

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود نے اعلےٰ درجہ کے کشف کو عالم بیداری قرار دیا ہے -

ایسا ہی آپ نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۸۳ میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

"عارف لوگ اپنے مکاشفات کے ذریعہ جو اکثر بیداری میں ہوتے ہیں - فرشتوں کو روحانی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں - اور ان سے باتیں کرتے ہیں - اور کئی علوم ان سے اخذ کرتے ہیں"

اس حوالہ میں بھی حضور نے عارفوں کے مکاشفات کو عالم بیداری قرار دیا ہے -

ان حوالجات سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود کشف کے نہایت اعلےٰ درجہ کا نام بیداری رکھتے ہیں چنانچہ حضور اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۳ میں لکھتے ہیں :-

"اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا - اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی - جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے - پھر اسیوقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے - یعنی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین الخ"

حضور نے اس عبارت میں نہایت روشن کشف کو عین بیداری قرار دیا ہے - اسی مضمون کو آپنے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ طبع اول صفحہ ۱۹ میں دہرایا ہے - چنانچہ تحریر فرمایا ہے کہ :-

"فاطمی تعلق کی طرف اس کشف میں اشارہ ہے جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کیا گیا جسمیں دیکھا تھا کہ حضرات پنج تن سید الکونین حسنین فاطمۃ الزہرا اور علی رضی اللہ عنہ عین بیداری میں آئے - اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس خاکسار کا سر اپنی ران پر رکھ لیا - اور عالم خاموشی میں ایک غمگین صورت بناکر بیٹھے رہے - اسی روز سے مجھ کو اس خونی آمیزش کے تعلق پر یقین کلی ہوا فالحمد للہ علےٰ ذالک "

ان تمام حوالجات کے پڑھنے سے ظاہر ہو گیا کہ آئینہ کمالات کے اس شعر میں جو معترض نے پیش کیا ہے - اور اس قسم کے دوسرے موقعوں میں حضرت مسیح موعودؑ نے لفظ بیداری سے کیا مراد لی ہے -

اس حقیقت کے انکشاف کے بعد ایک ادنیٰ استعداد

کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ معترض کا یہ اعتراض کیسا لچر ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ منورہ یا بہشت سے نکلکر تشریف لاتے تھے۔ اور مرزا صاحب سے بحالتِ بیداری ملاقات فرماتے تھے تو کیوں مرزا صاحب مقبرہ بہشتی سے اُوٹھ کر اپنی جماعت کے دونوں فریقوں کے باہمی اختلاف کا فیصلہ نہیں فرما دیتے؟ کیونکہ یہ تشریحات بالا حضرت مسیح موعود نے اپنی کتابوں میں درج فرمائی ہیں۔ انکی رُو سے حضرت مسیح موعود کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یا کسی اور مقدس سے بیداری میں ملاقات کرنے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ وہ مقدس یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مدفن یا بہشت سے نکلکر تشریف لائیں۔ ساری دقت یہ پیش آئی ہے کہ نہ عالم کشف کے عجائبات کا معترض کو علم ہے۔ اور نہ ان تفصیلات کی خبر ہے جو مسیح موعود نے اپنی کتابوں میں جابجا تحریر فرمائی ہیں۔ اس لئے محض جہالت سے اس نے ایسا اعتراض کر دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے جو اقتباسات اوپر درج ہو چکے ہیں۔ اسکے علاوہ حضور اپنی کتاب آئینہ کمالات کے ص ۱۲۹ میں ارقام فرماتے ہیں :-

"وہ عالم کشف تو اس (عالم رؤیا) سے بھی عجیب تر ہے کہ باوجود عدم غیبت حس اور بیداری کے روحانی امور طرح طرح کے جسمانی اشکال میں انہیں آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ بسا اوقات عین بیداری میں ان روحوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں اور وہ اسی دنیوی زندگی کے طور پر اپنے اصلی جسم میں اسی دنیا کے کپڑوں میں سے ایک پوشاک پہنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور باتیں کرتے ہیں اور بسا اوقات ان میں سے مقدس لوگ باذنہ تعالیٰ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں۔ اور وہ خبریں مطابق واقعہ نکلتی ہیں۔ بسا اوقات عین بیداری میں ایک شربت یا کسی قسم کا میوہ عالم کشف سے ہاتھ میں آتا ہے۔ اور وہ کھانے میں نہایت لذیذ ہوتا ہے اور ان سب امور میں یہ عاجز صاحب تجربہ ہے کشف کی اعلیٰ قسموں میں سے یہ ایک قسم ہے کہ بالکل بیداری میں واقع ہوتی ہے اور یہاں تک اپنے ذاتی تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ ایک شیریں طعام یا کسی قسم کا میوہ یا شربت غیب سے نظر کے سامنے آ گیا ہے۔ اور وہ ایک غیبی ہاتھ سے منہ میں پڑتا جاتا ہے۔ اور زبان کی قوت ذائقہ اس لذیذ طعام سے لذت اٹھاتی جاتی ہے۔ اور دوسرے لوگوں سے باتوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اور حواس ظاہری بخوبی اپنا اپنا کام دے رہے ہیں اور یہ شربت یا میوہ بھی کھایا جا رہا ہے۔ اور اسکی لذت اور حلاوت بھی ایسی ہی کھلے کھلے طور پر معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ وہ لذت اس لذت سے نہایت لطیف معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ ہرگز نہیں کہ وہ وہم ہوتا ہے یا صرف بے بنیاد تخیلات ہوتے ہیں۔ بلکہ واقعی طور پر وہ خدا جس کی شان بکل شیءٍ علیم ہے ایک قسم کے خلق کا تماشا دکھا دیتا ہے۔"

اس حوالہ کو پڑھ کر بھی اگر معترض اصرار کرے کہ حضرت مرزا صاحب کے شعر

یاد کن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا
آں جمالے آں رُخے آں صورتے رشک بہار

سے یہی لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ یا بہشت سے نکلکر قادیان تشریف لاتے تھے تو یہ سراسر اس کی غلطی ہے۔

امام شعرانی نے اپنی کتاب میزان کبریٰ جلد اوّل کے صفحہ ۴۸ میں اہل اللہ کی نسبت صاف ارقام فرمایا ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بیداری میں ملاقات کرتے ہیں اور انجناب سے بالمشافہ گفتگو کرتے ہیں۔ چنانچہ میزان کی اصل عبارت یہ ہے :-

"وسوالهم عن كل شيء توقفوا فيه من ادلته هل هذا من قولك يا رسول الله ام لا يقظة و مشافهة"۔ اس کے بعد جلال الدین سیوطی کا قول انہوں نے نقل کیا ہے کہ :- "قد اجتمعت برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى وقتي هذا خمسا وسبعين مرة يقظة ومشافهة۔" کہ میں اس وقت تک بیداری میں پچھتر مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بالمشافہ ملاقات کر چکا ہوں۔ ایسا ہی محمد بن زین کی نسبت میزان کے اسی صفحہ میں امام شعرانی فرماتے ہیں :- "انه كان يرى رسول الله صلى الله عليه وسلم يقظة ومشافهة" کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیداری میں بالمشافہ زیارت کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنے رسالہ "الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین" میں تحریر فرمایا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ مجھے میرے شیخ سید عبد اللہ القاری نے خبر دی کہ میں نے حفظ کیا قرآن شریف قاری ابد سے کہ وہ جنگل میں رہتے تھے۔ اس اثنا میں کہ ہم دور کر رہے تھے۔ ایک قوم آئی عرب کی کہ ان کا سردار ان کے آگے تھا۔ قاری صاحب کی قرأت سنی۔ اور اس سردار نے فرمایا۔ بارک اللہ۔ قرآن شریف کا تم نے حق ادا کیا پھر وہ تشریف لے گئے۔ اسکے بعد ایک اور شخص اوسی صورت میں آیا اور اس نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کل شب کو فرمایا تھا کہ آپ فلانے جنگل میں قاری کی قرأت سننے کے لئے تشریف لائینگے۔ تو ہم نے جانا کہ جو سردار قوم کے آگے آگے تشریف لائے تھے۔ وہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔ اور کہا میں نے بیشک دیکھا ہے آپ کو اپنی ان دونوں آنکھوں سے"۔

خود اپنے متعلق حضرت شاہ صاحب فیوض الحرمین صفحہ ۲۸ میں لکھتے ہیں کہ :-

"میں نے دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اکثر امور میں کہ آپ نے باربار اپنی صورت مقدس کو ظاہر فرمایا جیسیں آپ تھے۔ باوجودیکہ میری کمال آرزو تھی کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو روحانیت میں دیکھوں۔ اس کی

میں سمجھا کہ آپ کا خاصہ ہے۔ اپنی روح کو اپنے جسم کی صورت پر ظاہر کرنا۔ اور یہی بات ہے۔ جو آپ نے فرمایا ہے کہ انبیاء نہیں مرتے۔ اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں حج کیا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور وہ زندہ ہیں۔ اور جب میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا ہے جبھی آپ مجھ سے خوش ہوئے اور نظر آئے۔ اور ظاہر ہوئے ۔"

اور صفحہ ۳۳ فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں "میں نے دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر فیض صحبت پہنچانے والا مانند مشائخ صوفیہ مجلس افاضت میں اور میں آپ کے حضور میں حاضر تھا۔"

اب اگر بیداری میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کی وہی تشریح نہ کی جائے۔ جو حضرت مسیح موعود نے فرمائی ہے۔ تو معترض کو ان اولیاء کی نسبت بھی یہی کہنا پڑے گا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بھی مدینہ منورہ یا بہشت کے مقام کو چھوڑ کر ملاقات کے لئے تشریف لاتے تھے۔ اور پھر ہمارا حق ہوگا کہ ہم معترض سے عرض کریں کہ جس طرح تم نے کہا ہے کہ کیوں مرزا صاحب مقبرہ بہشتی سے اٹھ کر اپنی جماعت کے باہمی اختلاف کا فیصلہ نہیں فرما جاتے۔ ایسے ہی ہم تم سے کہتے ہیں کہ کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح قبر سے اوٹھ اوٹھ کر صحابہ کے وقت سے لیکر اسوقت تک کے مسلمانوں کے باہمی اختلافات کا فیصلہ نہیں کرتے رہے۔ اب ہی آپ لوگ کوشش کریں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاکر احمدیوں اور غیر احمدیوں کا فیصلہ فرما جائیں۔ اور اگر آپ کے نزدیک یہ ناممکن ہے۔ تو ہم سے آپ ایسی ناممکن بات کا کیوں مطالبہ کرتے ہیں ۔

اس کے بعد معترض نے حضرت مسیح موعود کی کتاب جنگ مقدس کے صفحہ ۱۲۹ سے یہ عبارت نقل کرکے اسپر نکتہ چینی کی ہے :-

"واضح رہے کہ ہم حضرت مسیح کی اس زندگی کی خصوصیت کو ہرگز نہیں مانتے۔ بلکہ ہمارا یہ مذہب موافق کتاب واہل سنت کے ہے۔ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حیات اقوی واعلیٰ رکھنے میں اور کسی نبی کی ایسی اعلیٰ درجہ کی حیات نہیں ہے جیسی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چنانچہ میں نے کئی دفعہ آنحضرت صلعم کو ایسی بیداری میں دیکھا ہے۔ باتیں کی ہیں۔ مسائل پوچھے ہیں اگر حضرت مسیح زندہ ہیں تو کیا کسی نے آپ لوگوں (نصاریٰ) میں سے بیداری میں انکو دیکھا ہے ۔"

اس عبارت پر پہلی نکتہ چینی یہ کی گئی ہے کہ اسجگہ اگر بیداری سے مراد مکاشفہ لیا جائے (گو وہ اعلیٰ درجہ کا ہی ہو) تو اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ نبی ہونا کیونکر ثابت ہوا۔ کیونکہ مکاشفہ میں کچھ دیکھنا دیکھنے والے کی طاقت روحانی اور علوئے مرتبت کو ظاہر کرتا ہے نہ اسکی جسے دیکھا جائے۔

دوسری نکتہ چینی یہ کہ جو چیز مکاشفہ میں دیکھی جائے اس کے وجود کی بھی ضرورت نہیں۔ چہ جائیکہ مرزا صاحب آنحضرت صلعم کو مکاشفہ میں دیکھنے سے ان کی اعلیٰ درجہ کی زندگی کا ثبوت دیں۔ لیکن یہ دونوں نکتہ چینیاں معترض کی ناواقفی اور عدم معرفت پر مبنی ہیں۔ کیونکہ جو لوگ اہل اللہ ہیں۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مکاشفات و رؤیا کے واسطہ سے بھی فیوضات حاصل کرتے ہیں۔ اور اس افاضۂ روحانیہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ثبوت یقین کرتے ہیں۔ جیسا کہ فیوض الحرمین وغیرہ میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنے بہت سے ایسے ذاتی تجارب درج فرمائے ہیں۔ جو پڑھنے کے قابل ہیں مثلاً شاہ صاحب موصوف اپنی کتاب درالثمین میں لکھتے ہیں کہ :- "ایک بار شہر کھنبایت کی مسجد میں عصر کے بعد میں مراقبہ میں تھا کہ مشاہدہ کیا روح مکرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جلوہ گر ہوئی اور مجھ کو چادر اوڑھائی اُسوقت مجھ کو بہت سے دقیقے علوم شریعت کے معلوم ہوگئے۔ اور پھر ہمیشہ زیادہ ہوتے گئے ۔"

اگر معترض کی یہ بات سچی ہوتی کہ مکاشفہ میں کچھ دیکھنا دیکھنے والے کی طاقت روحانی اور علوئے مرتبت کو ظاہر کرتا ہے نہ اسکی جسے دیکھا جائے۔ تو شاہ صاحبؒ کیوں تحریر فرماتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے مشاہدہ اور اسکی جلوہ گری سے مجھ کو اسی وقت بہت دقیقے علوم شریعت کے معلوم ہوگئے۔ اور پھر ہمیشہ زیادہ ہوتے گئے۔

عالم کشف کی نسبت تو تمام اولیاء اللہ کا اتفاق ہے کہ وہ عالم خواب سے بہت بڑھ کر اور عجیب تر ہے مگر ہم واقعات میں دیکھتے ہیں کہ عالم خواب سے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ثبوت مل رہا ہے پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ ایسے کشفی عالم میں جو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا باتیں کرنا اور مسائل بتانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ثبوت نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو عالم خواب کے متعلق بھی فرمائیں۔ من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل بی۔ کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ وہ یقین کرے کہ اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔ کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ لیکن افسوس معترض صاحب اس کے خلاف یہ کہیں کہ آنحضرت صلے اللہ کا کسی سے عالم کشف میں باتیں کرنا اور مسائل بتانا بھی ہیچ ہے اور آپ کی طاقت روحانی اور علوئے مرتبت کو ہرگز ظاہر نہیں کرتا۔ اور نہ اس سے آپ کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ حالانکہ اہل اللہ کے ذاتی تجارب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی کو خواب میں بھی کچھ کہنا اور باتیں کرنا آنجناب کی زندگی کا ثبوت بین ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب "درالثمین فی مبشرات النبی الامین" میں فرماتے ہیں کہ:-

"میں نے جناب والد صاحب سے سنا ہے کہ وہ بیمار ہوئے تو خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے فرمایا بیٹا تیرا کیا حال ہے۔ پھر شفا کی خوشخبری دی۔ اور دو تار موئے مبارک ریش مکرم کے عنایت کئے۔ اسی وقت وہ تندرست ہوگئے اور وہ دونو تار موئے مبارک جب جاگے تو موجود تھے"

لہ یہ حوالہ نقل کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے لفظ جو پر نشان لگا کر طنزاً لکھا ہے "الہامی اردو" اس کے جواب میں ہم غالب کا ایک شعر پیش کرتے ہیں ؎ ہوئی اس قدر [illegible] منسوب مجھ سے بادہ آشامی [illegible]

شاہ صاحب کہتے ہیں "ان میں سے ایک مجھے دیا وہ میرے پاس موجود ہے"

حضرت ممدوح ایک اور واقعہ تحریر کرتے ہیں کہ جناب والد صاحب نے بیان کیا کہ ماہ رمضان شریف میں کہیں جانے کو میں سوار ہوا۔ تو گرمی و تکلیف مجھے بہت ہوئی۔ میں اسی حال میں سو گیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے کھانا لذیذ عنایت کیا کہ چاول اور قند اور زعفران اور گھی سے تیار ہوا تھا وہ کھایا اور سیر ہوا۔ اور پانی سرد عطا فرمایا اسے پیا۔ تشنگی دفع ہوئی۔ پھر جب جاگا تو نہ بھوک تھی نہ پیاس۔ اور ہاتھوں سے زعفران کی خوشبو چلی آتی تھی"۔

پس عالم کشف اور عالم رؤیا کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور دوسرے اولیاء اللہ کے اپنے ذاتی تجارب کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طاقت روحانی و علو مرتبت کو ثابت کرتا ہے۔ ایک ایسی بات ہے۔ جس کے متعلق سوائے اس کے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ معترض خود بے بصیرت ہے۔ اور حق وہی ہے جو مسیح موعود نے فرمایا ؎

وبیننا حیٌّ وانی شاھد

وقد اقتطفت قطائف اللقیان

یعنے ہمارا نبی زندہ ہے۔ اور میں اس کی زندگی کا گواہ ہوں۔ اور تحقیق میں نے اس کی ملاقات کے پھل چنے ہیں ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشوف اور رؤیا پر مخالفین کی طرف سے جسقدر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان سب کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ معترض خود اس نعمت الٰہی کی حقیقت سے ناواقف اور صاحب کشف بزرگوں کے حالات سے بے خبر ہوتے ہیں کاش! وہ حضرت مسیح موعود کے کشوف اور رؤیا پر اعتراض کرنے کی بجائے اپنی ناواقفیت اور جہالت کا علاج کریں ؛

خطبہ جمعہ

طالب علموں کو نصیحت

مدرسہ سے چھٹی ہو دین کے کاموں سے چھٹی نہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم اگست ۱۹۱۹ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

تمہید بوجہ اسکے کہ میرے حلق میں کئی دن سے کچھ تکلیف ہے۔ آج میرا ارادہ خود خطبہ پڑھنے کا نہ تھا۔ مگر اس خیال سے کہ اب چھٹیاں ہونے والی ہیں۔ اور طالب علم اپنے گھروں کو جائینگے۔ اور چونکہ آجکل میں بیماری کی وجہ سے درس بھی نہیں دیتا پہلے درس میں ہی بچوں کو نصیحت کر دیا کرتا تھا۔ اس لئے مینے مناسب سمجھا کہ خطبہ میں ہی کچھ نصیحت کر دوں

کام آرام کے لئے کیا جاتا ہے معلوم نہیں پچھلے جمعہ یا پچھلے سے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں میں نے یہ بیان کیا تھا کہ کام آرام کے لئے کیا جاتا ہے۔ جب کام کیا جاتا ہے۔ تو حق ہوتا ہے کہ آرام کیا جاوے۔ اس کے ساتھ کام اور آرام کا مقابلہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ آیا تھوڑے کام کے بعد آرام زیادہ ملتا ہے یا زیادہ کام کے بعد آرام کم۔ اگر تھوڑے کام کے بعد آرام زیادہ ملتا ہے۔ تو یہ کام مفید ہوگا۔ اور اگر زیادہ کام کے بعد آرام کم ملے تو وہ کام غیر مفید۔ کیونکہ کام وہی مفید ہوتا ہے جسمیں کم محنت کے بعد آرام زیادہ ملے ؛

طالب علموں کی محنت طالب علم جو یہاں پڑھنے آئے ہیں۔ یا جو اپنی اپنی جگہ پڑھتے ہیں۔ ان کو بہت کچھ محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر غور کیا جاوے۔ تو واقعہ میں جو محنت طالب علم کرتے ہیں۔ وہ میرے نزدیک بڑے آدمیوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اور پھر ان کی عمر ہی ہوتی ہے جو ان کو اس سخت محنت کے قابل بنا تی ہے۔ ورنہ اتنا سر کھپانا ان لوگوں سے جو محنت کر چکے ہیں۔ مشکل ہے میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ایک طالب علم تمام دن "ل" "ب" رٹتا ہے۔ جوان آدمی اسقدر محنت نہیں کر سکتا اور اگر میں اسطرح کر دوں۔ تو میں اس کے بعد ایک مہینہ تک بات بھی نہ کر سکوں۔ تو ایک طالب علم سارا دن اور رات کا بہت سا حصہ جتنا بولتا ہے۔ بڑا آدمی اتنا نہیں بولتا۔ اور پھر جب امتحان کے دن قریب ہوتے ہیں تو اس محنت میں اور بھی زیادتی ہو جاتی ہے ؛

محنتوں کے اقسام اور اُن کے نتائج یہ محنت جو طالب علم کرتا ہے اس سے جسمانی طاقت پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ جسمانی طاقت میں کمی آجاتی ہے۔ محنتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک دماغی اور ایک جسمانی۔ دماغی محنتیں وہ ہوتی ہیں۔ جن سے جسم میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن جسمانی محنتیں وہ ہوتی ہیں۔ جن سے جسم میں کمزوری پیدا نہیں ہوتی۔ طالبعلم کی محنت ایک ایسی محنت ہوتی ہے۔ جس سے اس کے اعضاء میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن زمیندار جو محنت کرتا ہے۔ ہل چلاتا ہے۔ اس کے باعث وہ کمزور نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی طاقت میں ترقی ہوتی ہے مگر طالب علم کی محنت جسم پر خلاف اثر ڈالتی ہے مثلاً حافظ کے لئے منہ سے بولنا ضروری ہے۔ آنکھوں سے دیکھتا ۔ کانوں سے سنتا ہے۔ جن لوگوں نے قوت حافظہ پر غور کیا ہے۔ اور اس کی تحقیقات کی ہے ان کا بیان ہے کہ اس طرح چونکہ تین قوتیں کام کرتی ہیں اس لئے جو کچھ یاد کرنا ہوتا ہے۔ وہ بہت جلد یاد ہو جاتا ہے۔ بچے اس قاعدہ کو خوب استعمال کرتے ہیں یہ ایک سخت محنت ہوتی ہے۔ مگر ایسی محنت نہیں جس سے طاقت پیدا ہوتی ہو۔ بلکہ اس سے کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے کچھ عرصہ کے لئے بچوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس وقفہ کو ہماری

زبان میں چھٹیاں کہتے ہیں۔ ان چھٹیوں سے غرض یہ ہوتی ہے کہ اس عرصہ میں آرام کر کے پیچھے پھر محنت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ جو طالب علم ان چھٹیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ آئندہ محنت کے برداشت کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ان ایام میں پڑھائی کو بالکل چھوڑ ہی دیا جائے۔ کیونکہ بالکل چھوڑ دینا جو کچھ پڑھا ہو اس کو بھلا دینے کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبح یا شام ایک آدھ گھنٹہ پڑھنے میں لگایا جائے اور باقی وقت آرام کیا جاوے تاکہ دماغ مضبوط ہو جائے۔ اور وہ کمی جو سال بھر کی محنت سے پیدا ہو گئی ہو۔ دور ہو جائے۔ اور پھر زیادہ سے زیادہ محنت کر سکے۔

چھٹی کا رواج ہر قوم میں تھا اور ہے

پس چھٹیاں ایک اہم چیز ہیں۔ اور دنیا کی کسی قوم نے خواہ وہ متمدن ہو یا غیر متمدن۔ ابتدائی حالت میں ہو یا انتہائی میں۔ چھٹیوں کی ضرورت سے انکار نہیں کیا۔ پس یہ ایک ضروری امر ہے جس کے بغیر گذارہ نہیں۔ یہی تعلیم ہے۔ جو تم مدرسوں میں استادوں سے اور دوسرے ہمارے نصیحت کرنیوالوں سے سنتے ہو گے۔

سب قسم کی چھٹیاں ایک وقت میں شروع نہیں ہوتیں

مگر یہ ایک یاد رکھنے والی بات ہے کہ چھٹیاں جو کئی قسم کی ہوتی ہیں ایک ہی وقت نہیں ہوتیں۔ اور صرف پڑھائی سے ہی چھٹیاں نہیں ہوتیں۔ بلکہ اور بھی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک ایسا انسان جو تمام دن کام کاج میں مصروف رہتا ہے۔ اسے رات کو سونے کے لئے چھٹی ملتی ہے تاکہ چلنے پھرنے اور کام کرنے سے اپنے اعضاء کو فارغ کر دے۔ پھر تم تمام دن منہ کو کھانے پینے سے بند رکھتے ہو۔ اور جیسا کہ مختلف قوموں میں رواج ہے۔ ایک یا دو یا تین یا چار دفعہ تھوڑی دیر کے لئے منہ کو چھٹی دیتے ہیں کہ کھائے پیئے۔ پھر ایک وقت تم مجلسوں میں خاص آداب اور قواعد کے ماتحت بیٹھتے ہو لیکن وہاں سے رخصت حاصل کر کے اپنے گھر میں جس طرح چاہتے ہو۔ آرام کرتے ہو۔ یہ سب چھٹیاں ہیں لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ساری چھٹیاں ایک ہی وقت نہیں شروع ہو سکتیں۔ مثلاً یہ نہیں ہو گا کہ جب مدرسہ سے چھٹی ہو۔ تو تم فوراً لیٹ جاؤ۔ اور مدرسہ سے جسقدر وقت فارغ ہو۔ اس میں سوئے ہی رہو۔ بلکہ جب سونے کا وقت ہو گا۔ جبھی سوؤ گے۔ یا مثلاً تم کہو کہ مدرسے جو چھٹی ہوئی تو آؤ اس چھٹی کے سارے وقت میں کھانا ہی کھاتے رہیں۔ یہ غلطی ہو گی۔ کیونکہ یہ رخصت سونے اور کھانے کے لئے نہ تھی۔ ان کے لئے ایک اور وقت ہو گا یا مثلاً تم خیال کرو کہ مدرسہ سے چھٹی ہوئی۔ تو آداب مجلس سے بھی چھٹی ہو گئی۔ اگر ایسا خیال کرو گے تو غلطی کرو گے۔ کیونکہ ہر ایک چھٹی کے لئے ایک علیحدہ وقت ہے۔ اور تمام چھٹیاں ایک وقت میں شروع نہیں ہوتیں۔ یہ چھٹی جو مدرسہ سے ہوتی ہے۔ اس کی محض یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ وہ جو تم مدرسہ میں جاتے تھے۔ اور استاد تمہیں پڑھاتے تھے۔ اور اس کے علاوہ ایک اور بڑے وقت میں بھی تمہیں پڑھنا پڑتا تھا۔ اور اس طرح تیرہ چودہ گھنٹہ تک تم پڑھا کرتے تھے۔ اس سے تمہیں فارغ کیا جائے۔ اور اب استاد تمہیں پڑھنے کے لئے مجبور نہیں کریں گے۔ اگر گھنٹی بجے تو بے شک مدرسہ میں نہ جاؤ۔ اور کہو کہ چھٹیاں ہیں۔ لیکن اس چھٹی کے یہ معنے نہیں کہ دنیا کے تمام کاموں سے تمہیں چھٹی ہو گئی۔

دین کے کاموں سے کوئی چھٹی نہیں ہو سکتی

پھر دنیا میں دنیا کے کاموں سے تو کسی نہ کسی وقت چھٹی مل سکتی ہے۔ مگر دین کے کاموں سے دنیا میں چھٹی مل ہی نہیں سکتی۔ یہی دیکھ لو۔ سکول میں باقاعدہ حاضر ہو کر پڑھنے اور محنت کرنے سے تمہیں چھٹی مل گئی مگر تمہارے ہیڈ ماسٹر نے تمہیں نماز اور دوسرے دین کے احکام بجا لانے سے چھٹی نہیں دی۔ اور اگر کوئی ایسا ہیڈ ماسٹر ہو۔ جو کسی دینی کام میں چھٹی دے۔ تو وہ تمہارا ہمدرد نہیں۔ بلکہ دشمن ہے۔ تمہیں نہ کوئی نماز اور دیگر دین کے احکام کی پابندی سے چھٹی دے سکتا ہے۔ اور نہ کسی کے اختیار کی یہ بات ہے۔ ہیڈ ماسٹر یا انجمن جس کو بھی ایک خاص اتھارٹی حاصل ہے وہ رخصت دیتی ہے۔ مگر صرف اسی کام میں جو ان کا ہے ان فرائض کے سوا وہ دینی احکام کے متعلق کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ہر ایک کام الگ الگ طریق پر چلتا ہے۔ مثلاً قانون قدرت ہے کہ انسان کو نیند آئے۔ لیکن جب نیند سے چھٹی ملتی ہے۔ تو پھر کوئی ہیڈ ماسٹر سلا نہیں سکتا۔ وہ قانون جو خدا نے بنایا ہے۔ اس کے خلاف تمام ہیڈ ماسٹر نہیں سلا سکتے۔ کوئی انجمن نہیں سلا سکتی ہاں قانون قدرت ہی سلا سکتا ہے۔ اسی طرح اور چھٹیاں ہیں۔ ہر ایک مدرسہ کے لئے جدا جدا ہیڈ ماسٹر ہیں۔ پس تمہیں چھٹی مدرسہ احمدیہ یا تعلیم الاسلام ہائی سکول میں جو پڑھائی ہوتی ہے۔ اس سے ملتی ہے لیکن اسلام جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مدرسہ ہے۔ اس کے احکام سے چھٹی نہیں ملتی۔ اس مدرسہ کے بانی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس میں نئے سرے سے اصلاح کرنیوالے اور ان سقموں کو دور کرنیوالے جو مدرسین کے ذریعہ پیدا ہو گئے۔ اور جو طالب علموں میں جو نقائص آ گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود ہیں۔ مگر یہ کالج جو ہے یہ کسی انجمن کے سپرد نہیں۔ اس کے پہلے پرنسپل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن آپ کو بھی اس کے قواعد بنانے میں کوئی اختیار نہیں کیونکہ یہ وہ یونیورسٹی ہے۔ جس کے تمام اصول و قواعد و احکام خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ پس اس کالج کے پرنسپل کو بھی یہ اتھارٹی حاصل نہیں کہ وہ اس کے اصول و قواعد میں تغیر کر سکے۔ کیونکہ اس کے اصول و قواعد تمام خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ فروعی باتوں میں ان خدائی اصول کے ماتحت خدا کے رسول کچھ کر سکتے ہیں۔ مگر اصول میں نہیں۔ پس ان احکام میں نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ پہلے پرنسپل تھے۔ کچھ تغیر کر سکتے تھے نہ مسیح موعود کو یہ اختیار تھا کہ وہ ان احکام کو بدل سکیں۔ اور بالآخر اسلامی شریعت کے انتظام کے ماتحت خلیفہ کی بھی ایک بڑی پوزیشن ہوتی ہے۔ اس کو بھی اس کا اختیار نہیں کہ وہ کچھ کمی بیشی کر سکے۔ اور

ایک اپنچ ان احکام سے اِدہر اُدہر ہو جائے۔ بلکہ جس طرح تم پابند ہو شریعت کے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے حکم کے اسی طرح خلیفہ بھی پابند ہے۔ اس کو جو درجہ حاصل ہے۔ وہ محض یہ ہے۔ کہ ان احکام پر لوگوں کو چلائے۔ اُسے یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ بدل دے۔ یہ ورثہ اس کو اعلےٰ حکام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ سے ملا ہے۔ پس اس مدرسہ کے قانون اور رنگ رکھتے ہیں۔ تمہیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ چھٹیاں مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول سے ہیں۔ اسلام کے مدرسہ سے چھٹی نہیں ہوتی۔ اور نہ کوئی دے سکتا ہے۔ ان چھٹیوں میں اجازت ہے کہ تم اپنے سبقوں کو چھوڑ دو۔ مگر یہ نہیں کہ نمازوں کو بھی چھوڑ دو۔ یہ اجازت ہے کہ اپنے اوقات کو کھیل کود میں صرف کرو۔ مگر یہ اجازت نہیں کہ بد اخلاقی اور آوارگی اختیار کرو۔ اور پھر یہ بھی اجازت ہے کہ اگر کوئی گھنٹی بجے۔ تو تم مدرسہ میں نہ جاؤ۔ لیکن یہ نہیں کہ مسجدوں میں گھنٹی (اذان سے مراد ہے مرتب) ہو تو نہ جاؤ ٭

دُنیاوی اور خدائی چھٹیوں میں فرق

یہ کام جاری رہینگے۔ ان میں بھی ایک رخصت ہوتی ہے مثلاً ظہر کے بعد عصر تک کے وقفہ میں چھٹی ہے۔ عصر سے مغرب تک۔ مغرب سے عشا تک اور عشا سے صبح تک۔ اور اس کا یہ دَور ایک دو مہینہ یا سال دو سال کے بعد پورا نہیں ہوجاتا بلکہ جب تک تم طبعی عمر کا دور پورا کرکے خدا کے حضور جاؤ گے۔ تب وہ رخصت تمہیں مل جائیگی۔ اور پھر وہ رخصت ایسی ہوگی جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔ اس محنت کے بعد تمہیں آرام ملیگا۔ یہ چھٹیاں جو ہوتی ہیں۔ ان میں کوئی شخص ذمہ واری نہیں لے سکتا کہ تم بیمار نہ ہوگے یا تمہارا کوئی عزیز قریب بیمار نہ ہوگا لیکن اس یونیورسٹی کا مالک یعنی خدا ذمہ لیتا ہے کہ وہ جو چھٹیاں دے گا۔ ان میں تم آرام ہی آرام پاؤ گے۔ اور تمہیں کوئی تکلیف نہ پہونچیگی ٭

پس ان بات کو یاد رکھو کہ مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی چھٹیاں اور اس اسلام کے مدرسہ کی چھٹیاں دونوں مختلف ہیں۔ اور مختلف اوقات میں آتی ہیں۔ تمہیں جو چھٹی ہوگی۔ وہ ان مدارس سے ہوگی۔ لیکن اس سے نہیں ہے۔ کہ اخلاقی تعلیم کو فراموش کردو۔ شریعت کے احکام کو بھلادو والدین کی فرمانبرداری چھوڑ دو۔ زبان اور ہاتھ اور جسم کو بدی سے نہ روکو ٭

سُنا ہے کہ بعض لڑکے چھٹیوں میں نمازیں چھوڑ دیتے ہیں اور آوارہ ہو جاتے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہئے کہ چھٹیاں تو ہوئی ہیں۔ مگر کس مدرسہ میں۔ اسلام کے مدرسہ سے ایسی انہیں چھٹی نہیں ملی۔ اس کی چھٹی کا وقت تو موت کے وقت آتا ہے۔ یہ چھٹیاں تو ایسی ہیں کہ ان کے بعد زیادہ پڑھنا پڑے گا اور ان چھٹیوں میں بھی دو ایک گھنٹہ محنت کرنی پڑیگی۔ مگر ان چھٹیوں کے بعد تمہارے لئے کوئی محنت و مشقت نہیں ہوگی۔ آرام ہی آرام ہوگا۔ پھر ان چھٹیوں میں ذمہ واری نہیں لی جاتی۔ کہ تم ضرور آرام ہی کروگے۔ مگر خدا کے ہاں سے ذمہ واری لی جاتی ہے کہ تم ضرور آرام ہی پاؤ گے پس میں طالب علموں اور مدرسوں کو نصیحت کرتا ہوں کیونکہ بعض مدرس بھی گھروں میں جاکر سُست ہوجاتے ہیں۔ باہر جاکر تم بتادو کہ قادیان میں رہ کر تعلیم دین نے تم میں کیا تغیر پیدا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔ آمین ٭

ایک غیر احمدی سے مرزا کبیر کا مکالمہ

مکرم ناظرین اخبار الفضل پر مخفی نہ ہے کہ دابۃ الارض (ریل) میں جناب مولوی محمد شاہ صاحب سفیر سے اس عاجز کی ملاقات ہوئی۔ اور بعد سلام علیک مزاج پرسی کے سفیر صاحب مُسرت کے ساتھ مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے کہ فی زمانہ انگریزی دان احباب ڈاڑہی منڈواتے ہیں جو مجھے ناپسند ہے۔ مگر میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ باوجود یوان ہونے اور کوٹ پتلون پہننے کے ریش رکھتے ہیں اور اولڈ فیشن ہیں۔

کبیر۔ پہلے میں بھی ڈاڑہی گھٹواتا تھا۔ مگر ناگہاں امام وقت کا چہرہ مبارک دیکھ کر شرمایا اور ڈاڑہی رکھنے لگا۔ اور بجائے لکھنوی ٹوپی کے سر پر عمامہ بھی باندھنے لگا۔ اور قلب کی صفائی کی کوشش کی ٭

محمد شاہ۔ امام وقت کون ؟

کبیر۔ مرزا غلام احمدؑ مسیح موعود علیہ السلام جن کا ذکر امام بخاری نے بخاری شریف میں اور امام مسلم نے مسلم شریف کیا ہے

محمد شاہ - او [illegible] تم احمدی ہو۔

کبیر۔ جی ہاں۔ میں احمدی ہوں۔

محمد شاہ۔ کب سے ہوئے۔

کبیر۔ بڑا پُرانا ہوں روز اوّل سے رنگروٹ نہیں۔ اور ابتدا ماہ وسال کی سردست یاد نہیں۔

محمد شاہ۔ میں مرزا صاحب کو ایک مقدس۔ پاکباز۔ خدا کا برگزیدہ۔ مورد انوار الٰہی تسلیم کرتا ہوں۔ جنھوں نے تثلیث پرستی کا قلع قمع کیا۔ اور آریہ لوگوں کو وحی اور روح کا کرشمہ دکھایا کہ جواب تک کسی ولی اور مولوی سے نہ ہوا۔ مفتی محمد صادق صاحب میرے ہم مکتب ہیں۔ وہ اور میں حدیث پڑھتے تھے۔ مگر میں احمدی نہیں ہوں اور مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا ہوں

کبیر۔ پھر ناحق آپ نے اپنا نام محمد رکھا۔ ایک جگہ احمدؐ کا اقرار اور دوسری جگہ انکار کہ میں احمدی نہیں ہوں چہ معنی دارد۔

محمد شاہ۔ میں پنجاب بھیرہ کا رہنے والا بھیروی ہوں میری بیٹیاں احمدی ہیں۔ مگر بیٹے احمدی نہیں ہوئے وہ کسی مذہب میں نہیں اور میں نیچری ہوں۔ خلیفہ اول حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ کے درس قرآن شریف میں بیٹھا کرتا تھا تو مجھے خلیفہ صاحب دیکھ کر فرمایا کرتے تھے۔ زمین شور سنبل بر نیارد۔

کبیر۔ میں دعا کرتا ہوں کہ آپ احمدی ہو جاویں۔ قدرت سنگ میں سے ہیرا نکالتی ہے۔ تو زمین شور میں سے ہر بہیرہ ریحان۔ تال کیوڑہ اور مرغ کیس اس کو پیدا کرنا محال نہیں جو وہ چاہتا ہے۔ وہ ہو جاتا ہے۔

محمد شاہ۔ لیجئے یہ میرا کارڈ لیجئے یہ میرا پتہ ہے۔ سول ملٹری ہوٹل لکھنو کمرہ ۵ میں انشاء اللہ تعالیٰ ۲ر اگست کو لکھنو آؤنگا اور کئی روز ٹھہروں گا ٭

مرزا کبیر الدین احمدؐ احمدی لکھنو

فضیلت مسیح موعودؑ

یعنی

آیا حضرت مسیح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) محمدی کو مسیح موسوی علیہ السّلام پر فضیلت جُزئی ہے یا کُلّی

مندرجہ ذیل مضمون جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کُلّی فضیلت حضرت مسیح موسوی علیہ السلام پر ثابت کی گئی ہے۔ جناب مولوی غلام رسول صاحب نے اس مباحثہ کے لئے لکھا تھا۔ جو مالا بار میں غیر مبایعین کے قائم مقام حکیم مرہم عیسیٰ صاحب سے تجویز ہوا تھا۔ لیکن حکیم صاحب کے مقررہ وقت پر حاضر نہ ہونے اور پھر وہاں سے چلے آنے کی وجہ سے مباحثہ میں سنایا نہ جا سکا۔ اب اخبار میں شائع کیا جاتا ہے ۔ ایڈیٹر

واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کا مسئلہ سمجھنے کے لئے آسان راہ یہ ہے کہ ہم حقیقۃ الوحی کی اس عبارت کو جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی فضیلت کے سوال کے متعلق بطور جواب کتاب مذکور کے صفحہ ۱۴۸ سے صفحہ ۱۵۵ تک تحریر فرمائی ہے۔ غور سے ملاحظہ کریں۔ حقیقۃ الوحی کے محولہ صفحات کی عبارت سے ذیل کی باتیں معلوم ہوتی ہیں :۔

(۱) سائل کا اعتراض کہ تریاق القلوب میں جزئی فضیلت کا دعویٰ کیا ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔

(۲) اور بعد میں ریویو نمبر ۶ میں لفظ تمام شان کے اطلاق سے کلی فضیلت کا دعویٰ کیا ہے۔

(۳) سائل کے نزدیک ان دو نو عبارتوں میں تناقض ہے

(۴) حضرت مسیح موعودؑ نے اس تناقض کو تسلیم کیا ہے۔

(۵) اور اسی تناقض کی نظیر میں مسیح ابن مریمؑ کے نزول کے عقیدہ کی مثال کو پیش کیا ہے۔

(۶) نزول مسیح ابن مریمؑ کے عقیدہ کے متعلق تبدیلی کے وجوہ ذیل ذکر فرما کر تناقض کا الزام اپنے اوپر سے اٹھایا ہے۔

(۷) (۱) آپکی وحی میں آپکو عیسیٰ کہا گیا۔ لیکن آپنے اسکی تاویل کی (۲) وہ تاویل پرانے رسمی عقیدہ کی بنا پر تھی جو وحی کے صحیح منشاء کے خلاف تھا۔ (۳) بعد میں بارش کی طرح وحی کے نزول سے وحی کی تاویل سے تصریح میں پا کر پہلے رسمی عقیدہ کو بدل دیا۔

(۸) اسی طرح غیر نبی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہوئے اپنی فضیلت کو جزئی فضیلت قرار دیا۔ لیکن جب بارش کی طرح وحی نے آپ کو نیا علم دیا تو آپنے نبی کے لفظ کو جو تاویل سے غیر نبی اور محدّث کے معنوں میں سمجھا جاتا تھا۔ بعد تکشیف و اضافہ علم صراحت کے معنوں میں لیکر غیر نبی ہونے کے عقیدہ کو نبی ہونے کے عقیدہ سے بدل دیا۔

(۹) اور اس سے جزئی فضیلت کی جگہ کلی فضیلت کا اظہار فرمایا۔ ثبوت کے لئے بعد کے حوالجات ملاحظہ ہوں۔

(۱۰) اور نیز فرمایا کہ یہ تناقض میرے کلام میں ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا کی بارش کی طرح وحی کے نزول سے مزید انکشاف اور مزید علم کی وجہ سے ایسا ہوا۔

(۱۱) چنانچہ فرمایا کہ خلاصہ کلام یہ کہ میرے کلام میں کچھ تناقض نہیں مَیں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جبتک مجھے اس سے علم نہ ہوا مَیں وہی کہتا رہا جو اوائل میں مَیں نے کہا اور جب مجھ کو اسکی طرف سے علم ہوا تو مَیں نے اس کے مخالف کہا۔

(۱۲) یہ فرمایا آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل بڑا جوش مار رہی ہے پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھکر ہیں ۔

(۱۳) پھر فرمایا جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اسکو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے مگر خدا نے جو چاہا کیا ہے۔

(۱۴) فضیلت کے متعلق دوسرے وجوہ ذیل میں ملاحظہ ہوں مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے خدمت سپرد کی گئی۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ کو یہود کے تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کے لئے۔

(۱۵) مجھے وہ تمام قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کے لئے ہیں۔

(۱۶) مجھے وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے جنکا دیا جانا اتمام حجت کیلئے مناسب وقت تھا مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے۔

(۱۷) ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جس کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے مگر حضرت عیسیٰؑ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے۔ اس امر

(۱۸) میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیحؑ کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔

(۱۹) اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے۔ جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔

(۲۰) کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر قرآن شریف کی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے تو وہ آیت پیش کرنی چاہیئے۔ سخت مردود وہ شخص ہوگا جو قرآنی آیت سے انکار کرے ورنہ مَیں اس پاک وحی کے مخالف کیونکر خلاف واقعہ کہہ سکتا ہوں۔ جو قریباً تیئس برس سے مجھ کو تسلّی دے رہی ہے۔

(۲۱) اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اس پر نہیں کی گئی۔

(۲۲) پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں کیوں افضل قرار دیتے ہو۔

(۲۳) جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے۔ اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ آنیوالا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم جو کچھ ہے پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیج دیا۔ اب خدا سے لڑو۔

ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت مسیح اسرائیلی پر کلی فضیلت ہے۔ وجہ یہ کہ حضرت مسیح موعود نے معترض کے اس سوال کو جواس کی طرف ... سے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۹ پر نقل فرمایا ہے۔ کہ پہلے آپ جزئی فضیلت کے مدعی تھے اور بعد میں تمام شان میں بہت بڑھ کر کا فقرہ استعمال فرمایا۔ اور کلی فضیلت کے مدعی بنے۔ اس کے تناقض کو قبول فرما کر افضلیت اور کلی فضیلت سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ افضلیت اور کلی فضیلت کے ثبوت میں کئی صفحات تحریر فرمائے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور چونکہ حقیقۃ الوحی کی یہ تحریر ۱۹۰۶ء کی ہے۔ اس لئے اگر کوئی حوالہ خواہ تریاق القلوب کا یا اس کے قریب کے زمانہ کا ہی ہو۔ جو جزئی فضیلت کے معنوں میں ذکر کیا ہو تو حقیقۃ الوحی کی یہ تحریر ان سب کے جواب کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ یہ تحریر کلی فضیلت کے ثبوت میں علاوہ دلائل کے خدا کی وحی اور بارش کی طرح وحی کی بناء پر ہے۔ اور ایسی باتیں جواب بھی اس تحریر کے خلاف پیش کی جائیں۔ انہیں حضرت مسیح موعود کے قول کے مطابق شیطانی وسوسہ سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جب خدا اور اس کے رسول اور تمام نبیوں نے آخری مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے۔ کہ تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں کیوں افضل ٹھہراتے ہو ۔

اور چونکہ حضرت مسیح موعود نے معترض کے فقرہ "تمام شان" کی تصدیق اور ثبوت میں جو اتنا لکھا۔ جو کچھ بعد میں لکھا۔ اس لئے اس سے صرف افضلیت مراد نہیں لی جائیگی۔ بلکہ کلی فضیلت کو مراد لینا مناسب حال ہوگا۔ کیونکہ جواب کو ہم سوال کی مناسبت سے علیحدہ اور بے محل نہیں قرار دے سکتے۔ کہ جواب تو تمام شان یعنے کلی فضیلت کے متعلق ہو۔ اور جواب کو باوجود کلی فضیلت کی نفی کے نہ پائے جانے کے اپنی طرف سے ہی یعنے افضلیت جزئی فضیلت قرار دیدیں۔ جو علاوہ خیانت اور خلاف دیانت ہونے کے حضرت اقدس کی مجیبانہ شان پر خطرناک زد ہے کہ آپ سائل کے سوال کو نہ سمجھ سکے۔ اور جو سمجھے تو جواب کو برعایت مضمون ادا نہ کر سکے اور سائل کے سوال کو غلط قرار دینے سے بھی یہی قباحت لازم آتی ہے کہ مجیب نے غلط سوال کے جواب لکھنے میں اتنے صفحات بیفائدہ لکھے۔ پس ایسے احتمالات جو حضرت مسیح موعود کی شان پر زد پیدا کریں یا آپ کے منشاء کلام کے خلاف معنوں میں پیش کئے جائینگے دوسرے سب بقول حضرت اقدس شیطانی وسوسہ قرار دئے جائینگے ۔

اور گو دافع البلاء کشتی نوح اور اکتوبر ۱۹۰۲ء کی ڈائریوں کے حوالجات سے بھی حضرت مسیح موعود کی افضلیت کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن ہم نے حقیقۃ الوحی کی عبارت کو اپنے مدعا کے ثابت کرنے کے لئے کافی سمجھا ۔

اب ان حوالجات اور ان دلائل کے بعد حضرت مسیح موعود پر ایمان رکھتے ہوئے اور آپ کو مسیح موعود مانتے ہوئے آپ کی تحریروں کے منشاء کے خلاف بات کو تسلیم کرنا اور آپ کے تصریحات سے انکار کرنا کسی احمدی سے نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی ایسا کرنے سے کوئی احمدیت کا مدعی احمدی رہ سکتا ہے ۔

حضرت مسیح موعود کی کلی فضیلت کے ان پیش کردہ دلائل اور ثبوتوں کے بالمقابل تردید میں مسیح کی اخیر اور اس کے مستقل نبی ہونے اور امتی نہ ہونے کو پیش کرنا بجز اس کے نہیں کہ ان احتمالات سے حضرت مسیح موعود پر حملہ کیا جائے۔ اور ان کے پیش کردہ دلائل افضلیت کے ابطال کے لئے ایک حیلہ نکالا جائے۔ جو کسی احمدی کا کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب حضرت مسیح موعود نے اپنی افضلیت کو نصوص قرآنیہ وحدیثیہ اور تمام انبیاء کے بیان کے رو سے اپنے تئیں پہلے مسیح سے افضل ثابت کر دیا۔ اور اس کے انکار کو شیطانی وسوسہ قرار دیا۔ تو اب ہم ایسے سب احتمالات کو جو آپ کے منشاء کلام کے خلاف آپ کی تردید میں پیش ہونگے۔ شیطانی وسوسہ قرار دینگے۔ اور ایسے شیطانی وسوسہ میں جو مسیح موعود کی صریح مخالفت میں استعمال ہو رہا ہے۔ مبتلا ہونے کو احمدیت کے خلاف یقین کرینگے ۔

ہاں علاوہ اس کے ہم ان اعتراضات کا جواب دے دیتے ہیں تاکہ معترض کی طرف سے یہ وسوسہ پیش نہ ہو سکے کہ ہمارے اعتراضات کا جواب نہ بن سکا۔ سو ذیل میں بطور سوال وجواب اس غرض کو بھی پورا کر دیتے ہیں ۔

اعتراض نمبر ۱ حضرت مسیح علیہ السلام مستقل نبی تھے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب مستقل نبی نہ تھے۔ اس سے حضرت مسیح افضل ثابت ہوئے نہ حضرت مرزا صاحب ۔

جواب جب مستقل نبی اور غیر مستقل نبی۔ انعام نبوت میں دونوں شریک ہیں اور غیر مستقل نبی یعنے حضرت مسیح موعود آنحضرتؐ کا وارث ہونے سے حضرت مسیح سے انعام نبوت میں اپنے تئیں بڑھ کر پیش کر رہے ہیں۔ تو اب اس صورت میں مستقل نبی ہونے کی حیثیت کو غیر مستقل نبی ہونے کی حیثیت پر ترجیح اور فضیلت کیونکر ہوئی۔ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود تو غیر مستقل یعنے آنحضرت کے مظہر اور وارث ہونے کر انعام نبوت کے حصول کے ساتھ حضرت مسیح پر جو مستقل نبی ہیں افضل ہونے کی وجہ پیش کریں۔ لیکن معترض صاحب اپنی خوش فہمی سے مستقل نبی ہونے کو غیر مستقل نبی ہونے پر ترجیح دیتے ہوئے حضرت مسیح کی حضرت مسیح موعود پر فضیلت سمجھتے ہیں۔ بھلا آپ کے پاس اگر کوئی آیت اور حدیث صحیح ہو۔ تو اس سے دکھا دیں کہ خدا نے اور اس کے رسول نے مستقل نبی کو غیر مستقل نبی پر ترجیح دی ہے۔ اس لئے اس کے رو سے حضرت مسیح کو مستقل نبی ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود پر فضیلت ہے۔ اور اگر پیش نہ کر سکیں تو اپنی طرف سے ایسی بیہودہ باتیں جو قرآن اور

حدیث کے خلاف ہوں۔ ان کو حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں استعمال نہ کریں۔ اور خوف خدا سے کام لیں۔

اعتراض نمبر ۲} حضرت مسیح کو انجیل دی گئی۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کو کوئی کتاب نہ دی گئی؟

جواب} انجیل خدا تعالیٰ کا کلام اور وحی ہے جو اوراق کی صورت میں مُدوّن کی گئی ہے جس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود کی وحی موجود ہے اور اس قدر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ پر اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ اور خدا کا کلام اسقدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہ ہو۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انجیل کا حجم بیس جزو ہوگا۔ اب کیا وہ وحی جو بیس جزو کا حجم رکھتی ہے۔ اسکے بالمقابل انجیل سے مسیح کے لئے حضرت مسیح موعودؑ پر خصوصیت اور فضیلت پیش کی جا سکتی ہے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ انجیل کا نام کتاب آیا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وحی میں تلک آیات الکتاب المبین کا الہام اور وحی دو دفعہ موجود ہے۔

پھر جب حضرت سلیمان کا چھوٹا سا خط جو اِنّہٗ من سلیمان وانّہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علیّ واتونی مسلمین کے چند فقرات ہے۔ اس کا نام بھی "القی الیّ کتاب کریم" کے فقرہ میں کتاب رکھا گیا تو بیس جزو کی وحی کیوں کتاب نہ ہوگی۔ علاوہ اس کے انجیل کو حضرت مسیح موعودؑ نے تورات کا متمم اور مکمل بیان فرمایا ہے۔ اور تورات کو انجیل کا محتاج۔ پھر حضرت مسیح انجیل مع تورات کے ہوتے ہوئے بقول حضرت مسیح موعودؑ ایک خاص قوم کی اصلاح کے لئے اور حضرت مسیح موعودؑ تمام دنیا کی اصلاح کے لئے۔ پھر یہ کہ اگر مسیح مع انجیل و تورات حضرت مسیح موعودؑ کی جگہ ہوتے تو وہ کام انجام نہ دے سکتے جو حضرت مسیح موعودؑ قرآن کے وارث بنکر انجام دینے والے ہیں پس ایسی صورت میں انجیل سے مسیح علیہ السلام کو حضرت مسیح موعودؑ پر فضیلت کیونکر حاصل ہوئی۔

اعتراض نمبر ۳} حضرت مسیح امتی نہیں بلکہ صرف نبی ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ اُمتی بھی ہیں؟

جواب} کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اُمتی ہونے کو باعث محرومی نبوت یا موجب نقص نبوت قرار دیا ہو۔ یا قرآن اور حدیث سے ہی اس بات کو پیش کیا جائے۔ کسقدر افسوس ہے کہ اُمتی ہونے کا مرتبہ جو نبی ہونے کے لئے ایک ذریعہ اور واسطہ ہے اور ایک کمال ہے اسکو غلط معنوں میں لیکر اصل حقیقت پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور لوگوں کو مغالطہ دیا جاتا ہے۔ دیکھو حضرت مسیح موعودؑ نے اُمتی نبی ہونے کو کن معنوں میں بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ دیکھو کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵۔ میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی بھی تا آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو۔ پھر دیکھو صفحہ ۱۵۰ میرا نام نبی رکھا گیا اور میرا نام اُمتی بھی رکھا گیا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت کی اتباع اور آپکے ذریعہ سے ملا ہے۔

اب کیا ان معنوں میں آپ کا اُمتی نبی ہونا آپ کے نقص نبوت کی وجہ ہے یا ذریعہ حصول نبوت کے اظہار کے معنوں میں۔ کیا یہی اُمتی ہونے کا ذریعہ وہ طریق نہیں کہ جس سے حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت کی اتباع اور واسطہ سے وہ فیضان اور وہ انعام حاصل کیا کہ اس سے آپ مسیح اسرائیلی سے افضل اور تمام شان میں بڑھ گئے۔ لیکن معترض صاحب ہیں کہ اُمتی ہونے کو غلط معنوں میں لیکر اس سے حضرت مسیح کو آپ پر فضیلت دے رہے ہیں۔ جو سراسر دھوکا اور مغالطہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے منشاء کے صریح خلاف ہے۔

غلام رسول (راجیکی) مالا بار

ممالکِ غیر کی خبریں

قیصر کے خلاف مقدمہ

(لنڈن ۶۔ اگست) ہوس آف کامنز میں مسٹر بوٹملی کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مسٹر بونر لاء نے بیان کیا کہ اتحادیوں نے قیصر کے خلاف لنڈن میں مقدمہ چلانے کے اپنے فیصلہ کو تبدیل نہیں کیا۔ لیکن جب تک عہدنامہ صلح کی تصدیق نہیں ہو جاتی۔ تب تک کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی ۔

برطانیہ کلاں میں انقلاب کرانے کی کوشش

(لنڈن ۶۔ اگست) اسکاٹ لینڈ یارڈ کو خاص اطلاع موصول ہوئی ہے کہ موجودہ طریق حکومت کو درہم برہم کرنے کے مقصد سے برطانیہ کلاں میں ایجی ٹیشن کو غیر ملکی روپیہ سے مدد دیجاتی ہے سویڈن کا رہنے والا ایک شخص جس نے پورے طور پر اقبال کر لیا ہے۔ عرصہ ایک ہفتہ کا ہوا۔ چھ ہزار پونڈ لے کر پہونچا تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ رقم ایک مشہور ایجی ٹیٹر کے حوالے کر دی تھی۔ لیکن موخر الذکر اس سے انکار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں نے کوئی رقم حاصل نہیں کی۔ اس باشندہ سویڈن کو جلا وطن کیا گیا ۔

آئرلینڈ میں بدامنی پولیس کی بارکوں پر حملہ

(لنڈن ۵۔ اگست) قریباً ۳۰ ۔ آدمیوں نے ایسٹ کلیر میں براڈ فورڈ پولیس بارکوں پر یکشنبہ کی صبح کو حملہ کیا۔ اور ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک توپ اور بندوقوں کی آتشباری جاری رکھی۔ پولیس نے بھی جواب میں گولیاں چلائیں۔ اور اسے فوجی مدد پہونچ گئی۔ خبر ملی ہے کہ ایک کانسٹبل مجروح ہوا ہے۔

گیارہ ہزار شمالی کارکنوں کی سٹرائک

(لنڈن ۵۔ اگست) ناردرن مائنرز ایسوسی ایشن نے ایک عام سٹرائک کے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ اس سٹرائک میں نارتھمبرلینڈ اور مشرقی لوتھیئن کوئلہ کی کانوں کے گیارہ ہزار آدمی شامل ہو گئے ۔

موسیو کلینمنیشو خطرہ میں

(پیرس ۵۔ اگست) دو اشخاص جو موسیو کلینمنیشو کے مکان کے قریب گھوم رہے تھے۔ گرفتار کئے گئے۔ اور ان کے پاس سے دو بھرے ہوئے پستول اور ایک تلوار پائی گئی۔ انھوں نے پولیس کو رشوت دینے کی کوشش کی تھی ۔

حضور پرنس آف ویلز کی کنیڈا اور امریکہ کو روانگی

(لنڈن ۶۔ اگست) حضور پرنس آف ویلز آج اینول سے کنیڈا اور امریکہ کے دورے پر روانہ ہوئے۔ حضور ملک معظم و ملکہ معظمہ اور دیگر ممبران شاہی خاندان نے پورٹسموتھ میں شہزادہ موصوف کو الوداع کہی ۔

بولشیوازم اور ہندوستان

(لنڈن ۵۔ اگست) ٹائمز کو ہیلسنگفورس سے خبر ملی ہے۔ کہ محمد بیگ حاجی لائنیس جس پر سٹاک ہالم میں بولشیوک ایجنٹ آرڈونیف کے قتل کا الزام لگایا گیا تھا۔ خود ایک بولشیوک ایجنٹ ہے۔ جو پیٹروگریڈ اور دہلی کے درمیان بولشیوک نامہ و پیام کا انتظام کرتا تھا اس کی ایک چٹھی اب فارن آفس کے قبضہ میں ہے جس سے پیٹروگریڈ کی بولشیوک گورنمنٹ کی ہندوستانی انقلاب پسندوں کے سازش ثابت ہوتی ہے ۔

مختلف خبریں

امرتسر کے ملزموں کی سزاؤں میں تخفیف

(۱) ڈاکٹر سیف الدین کچلو ۲ سال قید سخت (۲) ڈاکٹر ستیہ پال ۲ سال قید سخت (۳) حافظ محمد بشیر ۲ سال قید سخت (۴) پنڈت کوتو مل ۶ ماہ قید سخت (۵) لالہ نرائن داس کھنہ ۶ ماہ قید سخت (۶) سوامی انوبھوا نند دو سال قید سخت (۷) پنڈت دینا ناتھ ۲ سال قید سخت (۸) ڈاکٹر گوربخش رائے ایک سال قید سخت (۹) ایم غلام محمد دو سال قید سخت (۱۰) ایم عبد العزیز ۳ ماہ قید سخت

گوجرانوالہ کے ملزموں کی سزاؤں میں تخفیف

(۱) لالہ موہن لال ۵ سال قید سخت (۲) لالہ چونی لال ۴ سال قید سخت۔ (۳) لالہ بہاری لال ۴ سال قید سخت (۴) لالہ حویلی رام ۴ سال قید سخت (۵) لالہ امرناتھ ۳ سال قید سخت (۶) دیوان منگل سین ۲ سال قید سخت (۷) مسٹر مطیع اللہ ایک سال قید سخت (۸) لالہ سربدیال ایک سال قید سخت (۹) لالہ جگن ناتھ ایک سال قید سخت (۱۰) سردار لابھ سنگھ ۶ ماہ قید سخت

لاہور کے ملزموں کی سزاؤں میں تخفیف

پنڈت رام بھجدت ۔ تین سال قید سخت (۲) لالہ دنی چند بیرسٹر تین سال قید سخت (۳) لالہ ہرکشن لال دو سال قید سخت (۴) ماسٹر سوتا سنگھ ایک سال قید سخت (۵) مستری الہ دین ایک سال قید سخت

مولوی محمد علی صاحب آگاہ ہوں

کہ عنقریب ہمارا ایک وفد مشہور مقامات پر بغرض تبلیغ جائے گا۔ جہاں جہاں غیر مبایعین ہونگے۔ انکو بھی یہ وفد خطاب کریگا۔ مولوی محمد علی صاحب کو چاہیئے کہ ان کے نزدیک جو جو باتیں قابل دریافت ہوں وہ اپنے اخبار میں شائع کر دیں تاکہ ان کے ہم خیال ہمارے وفد سے دریافت کر کے اطمینان کر لیں ۔

انفلوئنزا کی آمد

افسوس کہ ہند میں پھر آ داخل ہوا۔ سرکاری خبر کہ بمبئی۔ کلکتہ۔ رنگون میں اس کی متعدد وارداتیں ہو چکی ہیں ۔

جرمنی سے تجارت کی اجازت

گزٹ آف انڈیا میں ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس کی رو سے تجارتی کاروبار کرنیوالے اشخاص کو خاص شرائط کے ماتحت جرمنی اور آسٹریا کے ساتھ تجارت کرنے کی اجازت دیدی گئی ہے ۔

کراچی سے حاجیوں کا آخر جہاز

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ۱۰۔ اگست ۱۹۱۹ء کے قریب ۹۵۰ مسافر حاجیوں کو لے کر ایک جہاز کراچی سے روانہ ہو گا۔ اور اس جہاز کے بعد حجاز کی طرف کوئی جہاز روانہ نہ ہو گا ۔

افغانستان سے صلح

۸۔ اگست ۱۹۱۹ء کو بمقام راولپنڈی افغانستان کے ساتھ صلح کے عہدنامہ پر دستخط ہو گئے۔ تفصیل انشاء اللہ آئندہ پرچہ میں شائع کی جاوے گی ۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا)